حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

توحید کی حقیقت اور اُس کے تقاضے

(جامعیت و ہمہ گیری اور طاغوت سے انکار)

علماء حق، حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث و جانشین ہیں۔ " العلماء ورثۃ الانبیاء " (صحیح بخاری) ان کی وراثت اور نیابت اسی وقت صحیح اور مکمل ہوگی جب ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی کوششوں کا مرکز وہی ہوگا جو انبیاء کرام کا تھا۔ وہ مقصد زندگی اور وہ مرکز سعی و عمل کیا ہے؟ دو لفظوں میں اقامت دین یا ایک لفظ میں توحید، یعنی انسانوں کو اختیاراً اور عملاً اسی طرح سے اللہ کا "عبد" بنانا جیسا کہ وہ فطرتاً اور اضطراراً اس کے عبد ہیں۔ اللہ کی حکومت اور قانون کو انسانوں کے جسموں اور ان کی متعلقہ زمین پر قائم کرنے کی کوشش کرنا جیسا کہ وہ زمین و آسمان پر قائم ہیں۔

وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون (انبیاء ع ۲)

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں پس میری ہی بندگی کرو۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۝ (صف ع ۱)

وہ جس نے اپنا رسول رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں (تمام قسم کے نظام اطاعت) پر غالب کرے اگرچہ شرک کرنے والوں کو یہ ناگوار ہو۔

اس دین حق کے لئے ہر زمانہ میں چند موانع اور مزاحم ہوتے ہیں جن میں سے اکثر ان چار اقسام میں داخل ہیں۔

شرک یعنی غیر اللہ کو الٰہ بنالینا۔ اللہ کے سوا کسی ہستی کو مافوق الطبیعی طور پر ضار اور نافع بنا لینا۔ اس کو کائنات میں متصرف اور مؤثر تسلیم کرلینا۔

احتیاج والتجا (پناہ جوئی) اور خوف و رجا اس عقیدہ کے بالکل قدرتی اور طبعی نتائج و لوازم ہیں اور دعا و استعانت اور خضوع (جو عبادت کی حقیقت ہے) اس کے لازمی مظاہر ہیں۔

شرک ایک مستقل دین اور ایک مکمل حکومت ہے۔ اس کا اور دین اللہ کا کسی ایک جسم یا دل و دماغ یا خطۂ زمین پر ایک ساتھ قائم ہونا ناممکن ہے۔ یہ غیر الٰہی دین جسم و نفس اور جسم و نفس سے خارج اتنی ہی جگہ گھیرتا ہے جتنی دین اللہ کو کم سے کم درکار ہے۔

ومن الناس من یتخذ من دون الله انداداً یحبونھم کحب الله (البقرہ ع ۲۰)	بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے برابر اوروں کو بناتے ہیں۔ ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسے محبت اللہ کی۔
قالوا تاللہ ان کنا لفی ضلٰل مبین ط اذ نسویکم برب العٰلمین ہ (شعراء ع ۵)	مشرکین نے کہا خدا کی قسم ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جو تم کو (معبودوں کو) سارے جہانوں کے پروردگار کے برابر کرتے تھے۔

اس لئے جب تک زمین سے شرک کی تمام جڑیں اور اس کی باریک سے باریک رگیں بھی اکھاڑ نہ دی جائیں اس وقت تک دین اللہ کا پودہ لگ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ پودہ کسی ایسی زمین میں جڑ نہیں پکڑتا جس کی مٹی میں کسی اور درخت کی جڑ ہو یا کوئی اور تخم ہو۔ اس کی شاخیں اسی وقت آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور یہ درخت اسی وقت پھلتا پھولتا ہے جب اس کی جڑ گہری اور مضبوط ہو۔

الم تر کیف ضرب الله مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السمآء ہ تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا (ابراھیم ع ۴)	تم نے دیکھا اللہ نے کیسی ایک مثال بیان کی پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ وغیرہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں اپنا پھل لاتا ہے ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

یہ درخت کسی دوسرے درخت کے سایہ میں بڑھ نہیں سکتا یہ جہاں رہے گا تنہا رہے گا اس کے طبعی نشو و نما کے لئے لا انتہا ہی فضا چاہئے۔

الا للہ الدین الخالص (زمر ع ۱)	یاد رکھو اللہ ہی کی تنہا تابعداری ہے۔

پس جو لوگ دین اللہ کی فطرت اور اس کے مزاج سے واقف ہوتے ہیں وہ اس کو کسی جگہ قائم کرنے کے لئے زمین کو پورے طور پر صاف اور ہموار کرتے ہیں۔ وہ شرک اور جاہلیت کی جڑیں اور رگیں چن چن کر نکالتے ہیں اور ان کا ایک ایک بیج چن چن کر پھینکتے ہیں۔ اور مٹی کو بالکل الٹ پلٹ دیتے ہیں۔ چاہے ان کو اس کام میں کتنی ہی دیر لگے اور کیسی ہی زحمت اٹھانی پڑے۔ اور چاہے ان کی دن رات کی اس کوشش اور عمر بھر کی اس جد و جہد کا حاصل حضرت نوح[ع]

کی طرح چند نفوس سے زیادہ نہ ہوا اور چاہے بعض پیغمبروں کی طرح ان کی ساری زندگی کا سرمایہ صرف ایک شخص ہو لیکن وہ اس نتیجہ پر قانع اور اس کامیابی پر مسرور ہوتے ہیں - اور نتیجہ کے حصول میں کبھی عجلت اور بے صبری سے کام نہیں لیتے۔

کفر یعنی اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا انکار، یہ انکار، اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے احکام سے سرتابی ہے خواہ کسی طریقہ اور علامت سے ظاہر ہو۔

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ و رسولؐ کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے نہیں مانتے یا زبان سے تو انکار نہیں کرتے، مگر جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں - ایسے لوگ خواہ دوسرے احکام کے پابند ہوں اس دائرہ سے خارج نہیں، اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض ۚ فما جزآء من یفعل ذلک منکم الا خزیٌ فی الحیوٰۃ الدنیا ۚ و یوم القیٰمۃ یردون الی اشد العذاب ۗ وما اللہ بغافلٍ عمّا تعملون (البقرہ ع)	کیا کتاب الٰہی کے ایک حصہ کو مانتے ہو، دوسرے حصہ کو نہیں مانتے۔ تو اس کی کیا سزا ہے جو تم میں سے یہ کام کرتا ہے۔ سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ پہنچائے جائیں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

صرف اللہ کی خداوندی اور حاکمیت کے اقرار سے طبعی طور پر خداوندی اور حاکمیت کے تمام دعویداروں کی خداوندی اور حاکمیت کا انکار ہو جاتا ہے لیکن جو اشخاص خداوندان باطل کی خداوندی اور حاکمیت کا صاف صاف انکار کے لئے تیار نہیں ہوتے یا دوسرے الفاظ میں انہوں نے اس قبلہ کی طرف منہ تو کر لیا ہے لیکن دوسرے قبلوں کی طرف ان سے پیٹھ بھی نہیں کی جاتی - دین الٰہی کے مقابلہ میں دنیا میں جو نظام حاکمیت قائم اور شریعت الٰہی کے مقابلہ میں جو قوانین نافذ ہیں ان سے منحرف نہیں ہوا جاتا وہ کبھی کبھی ان پر بھی عمل کر لیتے ہیں اور بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔ وہ درحقیقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ ایمان باللہ کے لئے "کفر بالطاغوت" [1] ضروری ہے اور اللہ نے اس کو ایمان پر مقدم کیا ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ (بقرہ ع ۳۴)	جو سرکش کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔

---

[1] طاغوت ہر وہ ہستی ہے جس کی خدا کے مقابلے میں اطاعت مطلق کی جائے (الطاغوت عبارۃ عن کل متعدٍ کل معبود من دون اللہ امام راغب اصفہانی) خواہ وہ شیطان ہوں یا سلطان یا معنوی انسان

اس لئے قرآن نے ایسے اشخاص کا دعویٰ ایمان تسلیم نہیں کیا جو غیر الٰہی قوانین ان کے نمائندوں اور ان کے مرکزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو اپنا حکم اور ثالث بناتے ہیں۔

الم تر الی الذین یزعمون انھم	تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں
امنوا بما انزل الیک وما انزل	کہ وہ اس پر ایمان لائے۔حق آپ سے پہلے
من قبلک یریدون ان یتحاکموآ	اتارا گیا۔چاہتے ہیں کہ فیصلے جائیں سرکش کی
الی الطاغوت وقد اُمروا ان	طرف حالاں کہ ان کو حکم ہوچکا ہے کہ اس کا
یکفروا بہ ویرید الشیطن ان	انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا
یضلھم ضلالاً بعیداً (النساء ع ۹)	کر دور جا ڈالے۔

اس کفر کی بیداں اشخاص سے بھی نہیں نکلی جو مسلمانوں کے دائرے میں آجانے کے بعد بھی "جاہلیت" سے منحرف اور عقائد و رسوم جاہلیت سے بے تعلق نہ ہو سکے ان کے دلوں سے ابھی تک ان چیزوں کی نفرت اور کراہت نہیں گئی۔اور ان کاموں کی تحقیر نہیں نکلی جن کو جاہلیت برا سمجھتی ہے ان سے نفرت اور تحقیر کرتی ہے خواہ وہ اللہ کے دین میں پسندیدہ اور مستحب ہوں اور اللہ کے رسولؐ کی محبوب سنت ہوں۔

اسی طرح ان کے دلوں سے ابھی تک ان اعمال و اخلاق اور رسوم و عادات کی محبت اور عزت دور نہیں ہوئی جو اہل جاہلیت کے نزدیک محبوب و معزز ہیں۔خواہ وہ اللہ کی شریعت میں مکروہ و حقیر ہوں۔

اسی طرح جن کے دلوں میں ابھی تک جاہلی حمیت اور عصبیت دور نہیں ہوئی اور ان کا عمل جاہلیت عرب (اور درحقیقت ہر جاہلیت) کے اس مقبول و مسلّم اصول پر ہے کہ

"انصر اخاک ظالماً او مظلوماً" اپنے مظلوم بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ ظالم ہو خواہ مظلوم۔

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ اسلام کو اختیار کر لینے کے بعد بھی یا مسلمان کہلانے کے باوجود بھی حسن و قبح کا معیار وہی ہو جو جاہلیت میں ہوتا ہے۔اشیاء کی قیمت وہی ہو جو جاہلیت نے قائم کر دی ہے۔زندگی کی انہی قدروں اور انہی معیاروں کی وقعت ہو جو جاہلیت تسلیم کرتی ہے۔

اسلام کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ

کفر اور اس کے پورے ماحول اس کے تمام متعلقات، اس کی تمام خصوصیات اور شعائر سے نفرت پیدا ہو جائے اور اس کی طرف واپسی اور اس میں مبتلا ہو جانے کے تصور سے آدمی کو تکلیف ہو۔اور ایمان کی پختگی یہ ہے کہ وہ کفر کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے مقابلہ میں موت کو زیادہ پسند کرتا ہو۔

بخاری کی حدیث ہے:۔

ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ مما سوا ھما و ان یحب المرء لا یحبہ الا اللہ و ان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار

تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت محسوس ہو گی۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ کسی دوسرے انسان سے صرف اللہ ہی کے لئے محبت ہو تیسرے یہ کہ کفر میں جانا اس کے لئے اتنا ہی ناگوار ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا۔

صحابہ کرام کی یہی کیفیت تھی، ان کو اپنے زمانۂ سابق (جاہلیت) سے شدید نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ ان کے نزدیک "جاہلیت" سے بڑھ کر کوئی توہین نہ تھی۔ وہ جب اپنے اسلام لانے سے پہلے کے زمانہ کا تذکرہ کرتے تو نہایت شرمندگی اور نفرت کے ساتھ اس زمانہ کی تمام باتوں اعمال و اخلاق اور کفر و فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ان کو نہ صرف شرعی اور عقلی، بلکہ طبعی کراہت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ صفت اس طرح بیان کرتا ہے

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر و الفسوق والعصیان ط (حجرات ع ۱)

لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اس کو کھبا دیا تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی۔

جاہلیت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اللہ و رسولؐ کا حکم سنایا جائے تو قدیم رسم و رواج اور باپ دادا کے طور طریق کا نام لیا جائے اور اللہ و رسولؐ کے مقابلہ میں گذشتہ زمانہ اور پرانے دستور کی سند پیش کی جائے

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا ط اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئًا و لا یھتدون (البقرہ ع ۲۱)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسی راستہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اگرچہ ان کے باپ دادے نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ۔

بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی

بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر اور ہم انہیں کے نقش قدم پر ٹھیک

اثارھم مھتدون ○ (زخرف ع ۲) چل رہے ہیں۔

اللہ کے حکم اور وحی کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کے عمل اور اپنی خواہش و مرضی کی پیروی کرنا خاص جاہلی دین ہے۔

قالوا یشعیب اصلوٰتک تامرک	انہوں نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری نماز نے
ان نترک ما یعبد اباؤنا	تم کو یہ سکھایا ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کو ہمارے
او ان نفعل فی	باپ دادا پوجتے رہے یا ہم چھوڑ دیں جو ہم
اموالنا ما نشؤا ط	اپنے مالوں میں اپنی من مانی باتیں کرتے
(ھود ع ۸)	رہتے ہیں۔

پس ایسے تمام لوگ جاہلیت سے نکل کر اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہوئے جو اللہ کے مقابلہ میں ہر چیز سے دست بردار نہیں ہوئے اور جنہوں نے اپنے تئیں مکمل طور پر اللہ کے حوالے نہیں کیا۔ یہ مکمل دستبرداری اور تسلیم کامل وہ اسلام ہے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا اور انہوں نے اس کو قبول کیا۔

اذ قال لہ ربہ اسلم	جب (ابراہیم سے) ان کے رب نے کہا کہ
قال اسلمت لرب العالمین	اپنے رب کے حوالے ہو جاؤ اور اس کی مکمل
(بقرہ ع ۱۶)	تابعداری کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے
	تئیں سارے جہان کے پروردگار کے حوالے
	کر دیا۔

اور جس کا تمام مسلمانوں کو حکم ہے۔

فالٰھکم اللہ واحدٌ فلہ	تمہارا معبود حاکم ایک ہی معبود حاکم ہے
اسلموا ط	پس اسی کے حوالے ہو جاؤ اور مکمل تابعدار
(حج ع ۵)	بن جاؤ۔

اگر یہ نہیں ہے تو گویا اللہ سے جنگ ہے اس لئے اس مکمل اسلام کو ایک جگہ اللہ نے سلم کہا ہے یعنی یہ اللہ سے صلح ہے۔

یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃً	اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ صلح و اسلام میں
ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدوٌ	پورے پورے اور شیطان کے قدموں پر مت
مبین بقرہ (ع ۲۵)	چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یاد رہے کہ جاہلیت سے مراد صرف بعثت نبوی کے قبل کی عرب کی زندگی ہی نہیں ہے بلکہ ہر وہ غیر اسلامی زندگی اور نظام ہے جس کا ماخذ وحی و نبوت اور کتاب الٰہی و سنت انبیاء نہ ہو۔ اور جو اسلام کے مسائل و احکام زندگی سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ خواہ وہ عرب کی جاہلیت ہو یا ایران کی مزدکیت یا ہندوستان کی برہمنیت یا مصر کی فرعونیت یا ترکوں کی طورانیت یا موجودہ مغربی تمدن یا مسلمان قوم کی غیر شرعی زندگی اور ان کے مخالف شریعت رسوم و عادات، اخلاق و آداب اور میلانات و جذبات، خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، ماضی ہو یا حال۔

کفر ایک سلبی چیز نہیں ہے بلکہ ایک ایجابی اور مثبت چیز بھی ہے۔ وہ صرف دین اللہ کے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مذہبی اور اخلاقی نظام اور مستقل دین ہے جس میں اپنے فرائض و واجبات بھی ہیں اور مکروہات و محرمات بھی۔ اس لیے یہ دونوں دین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اور ایک انسان ایک وقت میں ان دونوں کا وفادار نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کرام کفر کی پوری بیخ کنی کرتے ہیں۔ وہ کفر کے ساتھ کسی رواداری اور مصالحت کے روادار نہیں ہوتے کفر کے پہچان لینے کا بھی ان کو بڑا ملکہ ہوتا ہے اور اس بارے میں ان کی نگاہ بڑی دوررس اور باریک بین ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس بارے میں پوری حکمت اور عزیمت عطا فرماتا ہے ان کی خداداد فراست اور بصیرت پر اعتماد کئے بغیر چارہ نہیں دین کی حفاظت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ کفر و اسلام کی جو سرحدیں انہوں نے قائم کر دی ہیں اور ان کے جو نشانات مقرر کر دیے ہیں ان کی حفاظت کی جائے اس میں ادنیٰ تساہل اور رواداری دین کو اتنا مسخ کر کے رکھ دیتی ہے کہ جتنا یہودی، عیسائی اور ہندوستان کے مذہب مسخ ہو گئے۔

انبیاء کے صحیح جانشین بھی اس بارے میں انہی کی فراست اور عزیمت رکھتے ہیں۔ وہ کفر کا ایک ایک نشان مٹاتے ہیں اور جاہلیت کا ایک ایک داغ دھوتے ہیں۔ کفر کا ادراک کرنے میں ان کی حس عوام سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کفر جس لباس اور جس صورت میں ظاہر ہو وہ اس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ کہیں ہندوستان جیسے ملک میں بیواؤں کے نکاح ثانی کو حرام سمجھنے اور اس سے شدید نفرت رکھنے میں ان کو کفر کی بو محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ اس کو رواج دینے اور اس سنت کو زندہ کرنے پہ آمادہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس پر اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ کہیں قانون شریعت پر رواج کو ترجیح دینا اور بہنوں کو میراث نہ دینے پر اصرار کرنا، ان کو کفر معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ ایسے لوگوں کی مخالفت اور ان کا مقاطعہ فرض سمجھتے ہیں کبھی اللہ و رسول صلعم کا صاف و صریح حکم سن لینے کے بعد اس کو نہ ماننا اور غیر الٰہی عدالت اور غیر الٰہی قانون کے دامن میں پناہ لینا اور غیر اسلامی احکام و قوانین نافذ کرنا ان کو اسلام سے خروج کے مرادف معلوم ہوتا ہے اور وہ مجبوری کی حالت میں وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں۔ کبھی کسی نو مسلم کے یا ایسے مسلمانوں کے جو ہندوؤں کی صحبت

میں رہتے ہوں اور ان سے متاثر ہوں ۔ گائے کا گوشت کھانے سے احتراز کرنے میں اور اس سے نفرت کرنے میں ان کو ایمان کی کمزوری اور ان کے قدیم مذہب یا غیر مسلموں کی صحبت کا اثر نظر آتا ہے کبھی بعض حالات میں ایک سنت یا فعل جائز و مستحب کو وہ واجب اور شعار اسلامی سمجھنے لگتے ہیں ۔ اور ان کی زبان سے بے اختیار نکل جاتا ہے کہ :

" ذبح بقر در ہندوستان از اعظم شعائر اسلام است "

کبھی وہ غیر مسلموں کے رسوم و عادات اور ان کی تہذیب اور وضع و لباس اختیار کرنے اور ان سے تشبہ پیدا کرنے کی شد و مد سے مخالفت کرتے ہیں ۔ اور کبھی ان کی مذہبی تقریبات اور تہواروں میں شرکت کی مخالفت کرتے ہیں ۔

غرض کفر یا کفر کی محبت یا اس کی اعانت جس لباس اور جس صورت میں جلوہ گر ہو اور اس کی روح جس قالب میں بھی ظاہر ہو وہ اسے فوراً بھانپ لیتے ہیں ان کو اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا ۔ اور اس کی مخالفت کرنے میں کوئی مصلحت ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی ۔ وہ کفر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

ان کے زمانہ کے کوتاہ نظر یا رند مشرب و صلح کل جو دیر و حرم ، کعبہ و بت خانہ میں فرق کرنا ہی کفر سمجھتے ہیں ان کی تضحیک کرتے ہیں اور تحقیر کے ساتھ ان کو فقیہ شہر ، محتسب ، واعظ اور " خدائی فوجدار " کا لقب دیتے ہیں لیکن وہ اپنا کام پورے اطمینان و استقلال کے ساتھ کرتے رہتے ہیں ۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ پیغمبروں کے دین کی حفاظت ہر زمانہ میں انہی لوگوں نے کی ہے ۔ اور آج اسلام یہودیت و عیسائیت اور ہندویت سے ممتاز شکل میں جو نظر آتا ہے وہ انہی کی ہمت و استقامت اور تفقہ کا نتیجہ ہے ۔

جزاهم الله عن الاسلام و وليه و نبيه خير الجزاء

ارباب علم و کمال اور پیشہ رزق حلال
مصنف : مولانا عبد القیوم حقانی
موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
پشاور پاکستان